بسم اللہ الرحمان الرحیم

مربی ساجد نسیم صاحب!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔

امید ہے آپ خیریت سے ہونگے۔ آپ ۔۴فروری ۲۰۰۷ء بروز اتوار اپنے دو عدد ساتھیوں کے ہمراہ بحیثیت نمائندہ حضرت مسیح موعودؑ خاکسار اور خاکسار کی زوجہ یعنی اپنی بہن کو سمجھانے کیلئے میرے گھر تشریف لائے تھے۔ آنے سے قبل اور آنے کے بعد دورانِ گفتگو آپ نے اپنے جس اعلیٰ اور معیاری اخلاق کا نمونہ پیش کیا تھا وہ ہم انا للہ وانا الیہ راجعون کیساتھ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ اور ہم یہ بھی یاد رکھیں گے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے سچے، مخلص، متقی اور مومن نمائندگان کے اعلیٰ اخلاق کا معیار یہی ہونا چاہیے۔ تبھی تو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی سچی اور پاک اور حقیقی اسلام کی نمائندہ جماعت جلد از جلد ترقی کرتے ہوئے دنیا پر غالب آئیگی۔ آنے سے قبل میری عدم موجودگی میں فون کرکے آپ نے اپنی بہن کو اپنے فرائض منصبی اور فیملی تعلقات کا حوالہ دیتے ہوئے جو سمجھانے کا طریق اپنایا، اس کیلئے بھی آپکے اس اعلیٰ اخلاق کی داد دینا چاہوں گا کہ واقعی ایک مخلص، ہمدرد اور متقی و مومن بھائی کے سمجھانے کا اخلاقی فرض یہی ہونا چاہیے۔ ورنہ میں تو آج تک اسی غلط فہمی میں مبتلا رہا کہ سچے، مخلص اور ہمدرد بھائی جب بھی کبھی اپنی بہن کو گمراہی کی جانب جاتے محسوس کرتے ہونگے۔ فوراً بے چین ہوکر بھاگ کھڑے ہوتے ہونگے کہ اس سے قبل کہ وہ گمراہی کے اندھیروں میں کھو جائے اس کے سامنے اپنی محبت، شفقت اور اس سے بھی بڑھ کر سچائی اور دلائل کی دیوار کھڑی کردی جائے تاکہ وہ گمراہ ہونے سے بچ سکے۔ اور نہ کہ اسے اسکے شوہر کی عدم موجودگی کا مناسب موقعہ تلاش کرکے فون کرکے سمجھانے کی سعی ناکام کرتے ہونگے۔ مزید یہ کہ بہن کے سچے خلوص کو ٹھوکر مار کر اس کا کھانا سامنے میز پر چھوڑ کر چلے جاتے ہونگے۔

اپنے ساتھ لائے ہوئے ان دو ساتھیوں جو اپنے آپکو حضرت مسیح موعودؑ کے متقی اور مومن نمائندے سمجھتے ہیں اور چھینی ہوئی کرسی کے عبوری صدر جماعت کیل یعنی چیف آف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے اعلیٰ اخلاقی معیار کے بارے میں بھی سن لیں۔ آپ کے آنے سے غالباً دو ہفتے قبل یہ تینوں **جگّے بطور** نمائندگان حضرت مسیح موعودؑ میرے گھر تشریف لائے تھے۔ دورانِ گفتگو میرے چچا عبدالغفار صاحب کا حوالہ دیتے ہوئے چھینی ہوئی کرسی کے صدر جماعت کیل نے مجھ سے کہا ''آپ یہ تو سمجھتے ہیں ناں کہ وہ غلط ہیں'' میں نے اس بات کے پیش نظر کہ بغیر سوچے سمجھے یا جانے کسی کو غلط یا صحیح قرار دینا مناسب نہیں۔ ویسے بھی میں کون ہوتا ہوں کسی کو صحیح یا غلط قرار دینے والا۔ میں نے مصلحتاً عرض کیا کہ میں اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا۔ یہ جملہ ابھی نامکمل میری زبان پر تھا کہ اسی صدر صاحب کیل کی جانب سے حکم صادر ہوا کہ ''اٹھو چلیں'' اور اگلے ہی لمحہ یہ **تینوں جگّے** بغیر اجازت اور بغیر سلام کیے میرے گھر کے دروازے پر جا کھڑے ہوئے۔ میں نے خود پیچھے جا کر زبردستی ایک آدھ کیساتھ الوداعی ہاتھ ملایا۔ یہ تھا ان کا اخلاق جو انہوں نے دوسروں کو سکھانا ہے۔ اس دن مجھ پر اس ''حقیقی اسلام'' کی حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوگئی تھی۔ پھر اگلے روز میں یہ سوچ کر مسجد گیا کہ اپنے کسی ناکردہ گناہ کی معذرت کرکے اپنے ساتھ ہونے والے اس نازیبا سلوک کی وجہ تو معلوم کروں۔ مسجد یعنی خانہ خدا میں انہوں نے پھر مجھے بار بار رپورٹ کرنے کی دھمکی دیتے ہوئے جو بلیک میل کیا میں اس کا ذکر یہاں چھوڑتے ہوئے یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں کیونکہ وہی غائب کو جاننے والا اور ہادی ہے۔

پھر کچھ دنوں کے بعد مجھے اور میری زوجہ کو دوبارہ مسجد کے دفتر بلکہ تھانہ کہا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا بلایا گیا۔ تھانہ میں اس لیے لکھ رہا ہوں کہ اکثر احباب جماعت کیل پسِ پردہ اسے ''تھانہ'' اور وہاں حاضری کو ''پیشی'' کہتے ہیں۔ ورنہ میں تو یہاں لفظ تھانہ استعمال کرنے کو بھی تھانوں کی توہین سمجھتا ہوں۔ اس لیے کہ نہ صرف یہاں جرمنی میں بلکہ دنیا کے تمام مہذب ملکوں کے تھانوں میں جب کوئی عورت بحیثیت ملزم بلائی جاتی ہے تو اسے احترام اور اخلاق کے پیش نظر مردوں سے الگ یا کم از کم مردوں سے نسبتاً بہتر اور باپردہ جگہ پر بٹھایا جاتا ہے تاکہ عورت کی حرمت و عزت کے تقاضوں اور انسانی و اخلاقی وقار کی قدروں کو برقرار رکھا جا سکے۔ دنیا کے تمام مہذب معاشرے ہمیں یہی درس دیتے ہیں۔ یہی تعلیم ہمیں ہمارے آقا آنحضرت ﷺ اور آپکے غلام حضرت مسیح موعودؑ نے دی ہے۔ مگر یہاں تو حضرت مسیح موعودؑ کے نمائندوں کا طریق کار ہی نرالا تھا۔ پردہ تو کیا بیٹھنے کیلئے کوئی کرسی تک نہیں رکھی تھی۔ کرسی رکھتے بھی کیسے کیونکہ ہم کوئی انسان تھوڑا تھے۔ مسیح موعودؑ کے نام پر یرغمال بنائی گئی بھیڑیں ہی تو تھیں۔ بہرحال میں اور میری زوجہ کمرہ تفتیش میں داخل ہوئے تو کچھ دیر تو تذبذب کی کیفیت میں کھڑے ادھر ادھر دیکھتے رہے کہ شاید کوئی عورت کے احترام کی خاطر بیٹھنے کیلئے کوئی چیز لا دے۔ مگر پھر میں نے خود ہی کمرے کے کونے میں پڑی چند کرسیوں میں سے ایک کرسی اٹھا کر اپنی بیوی کو بیٹھنے کیلئے دی اور خود ساتھ پڑے ہوئے سٹول پر بیٹھ گیا اور اپنی شیرخوار بچی کو زمین پر بٹھا دیا۔ میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ اگر ان تینوں معزز ہستیوں میں سے کسی کی بیوی کو یہاں بلایا ہوتا تو کیا یہ تینوں معزز فرشتے اور حقیقی اسلام کے نمائندے اُس سے بھی یہی سلوک کرتے۔ پھر اوپر سے یہ کہا جا رہا ہے کہ فلاں کی بیوی دفتر آکر بدتمیزی کر کے گئی ہے۔ اسکے بعد سارا وقت جب تک ہم وہاں پیشی پہ موجود رہے رپورٹر جنرل سیکرٹری خاکسار کی بیوی کو بھیڑیے کی طرح لال آنکھیں نکال کر

دیکھتا رہا جیسے پہلے اس نے کوئی عورت دیکھی ہی نہیں تھی۔ کہتا ہے خود کو جنرل سیکرٹری اور لکھتا ہے احمدیوں کے اخراج کی رپورٹیں۔ اگر اس سے یہ پوچھا جائے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کونسا دعویٰ کب کیا تھا تو مجھے یقین ہے یہ جواب نہیں دے سکے گا۔ یہ صرف اس ایک کا حال نہیں بلکہ نظامِ جماعت کے اکثر عہدیداروں کا یہی حال ہے۔ اب تو ان جاہل عہدیداروں کی حرکتیں افراد جماعت کو یہ سوچنے پر مجبور کر رہی ہیں کہ! ؎

چنگا احمدی بنایا اِی رَب سائیاں ۔ چندے دیندیاں تے پَولے کھاندیاں واری نہ آوندی اے

ایک اور بات عرض کرتا چلوں وہ یہ کہ آپ سے اور آپکے ساتھیوں کیساتھ دورانِ گفتگو ہم پر یہ کھلا کہ آپ ایسے متقی اور مومن نمائندگان کو تحریف اور جھوٹ بولنے کی بھی عادت ہے۔ شاید اس لیے کہ اطاعت پر مجبور کرنے کیلئے مخاطب پر جعلی اور نفسیاتی اثر ڈالا جا سکے۔ پہلے تو ہم نے یہ باتیں سنی ہوئی تھیں لیکن اب نظام جماعت کے نمائندوں کیساتھ دورانِ گفتگو اس کا تجربہ بھی ہو گیا ہے۔ خاص کر آپکی اس ادا اور ان الفاظ پر غور کرنے سے جو آپ نے آتے ہی حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا ڈھیر میرے سامنے لگاتے ہوئے کہے کہ ”آپ چند کاغذات کے ٹکڑے لے کر بیٹھے ہیں۔ ہم اپنا سارا دفتر ہی اُٹھا لائے ہیں۔“ میں اب عبدالغفار جنبہ کا چونتیس (۳۴) صفحات کا جو مضمون آپکی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ امید ہے اب آپکو ان کاغذ کے چند ٹکڑوں کی اہمیت کا خوب اندازہ ہو جائے گا۔ بظاہر یہ محض کاغذ کے چونتیس صفحات ہیں۔ لیکن یہ صفحات حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے ڈھیر کا خلاصہ ہیں۔ اگر آپ میں کچھ بھی تقویٰ ہے تو ان چونتیس صفحات کے خلاصے کو حضورؑ کی کتب کے ڈھیر سے جھٹلا کر دکھائیں؟

مورخہ اٹھائیس (۲۸) جنوری ۲۰۰۷ء کو بیت الحبیب کیل کے دفتر میں خاکسار اور میری زوجہ آپکے ساتھیوں کو خدا کے حاضر و ناظر ہونے کا حوالہ دے کر اس بات کا پابند کر کے آئے تھے کہ جب آپ مرکز میں ہماری رپورٹ بھجوائیں تو انہیں لکھنا کہ **”ہم خود آپکو اور آپکے اس جھوٹے نظام کو چھوڑ کر جا رہے ہیں جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کی عین ضد ہے“**۔ ہم نے کہا تھا کہ آپ خدا کو حاضر ناظر جان کر ہماری رپورٹ اسی طرح اور ہمارا اعلان اسی طرح کرنا جس طرح ہم آج مسجد میں اعلان کر کے جا رہے ہیں تا کہ دوسرے احمدی احباب کو بھی حقیقت کا علم ہو سکے۔ ہم نے مذہبی مافیا کے ان نمائندوں کو یہ بھی کہا تھا کہ بے شک ٹیپ ریکارڈ لا کر ہمارے بیانات کو ریکارڈ کر لو۔ لیکن ریوٹر کیل جماعت کے قائد نے یہ کہا تھا کہ اسکی ضرورت نہیں۔ ان جدید مومنین کے ٹولے نے تقویٰ اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کی دھجیاں اڑاتے ہوئے ہمارے اعلان کے برخلاف خانہ خدا میں منبر پر کھڑے ہو کر اور جھوٹ بولتے ہوئے یہ اعلان کروایا کہ **”فلاں فلاں کو اُنکے باطل عقائد کی وجہ سے اخراج از جماعت کی سزا دی گئی ہے“**۔ حالانکہ ہم نے خود آپکے اس جھوٹے نظام کو چھوڑا تھا۔ ساجد نسیم صاحب! تھوڑی دیر کیلئے تنہائی میں بیٹھ کر تقویٰ کیساتھ سوچنا کہ ایسے جھوٹے لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے نمائندے ہو سکتے ہیں؟ میرے نزدیک تو آپ سب لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفوں سے بھی بدتر نکلے کیونکہ میرے خیال میں حضورؑ کے منکروں کے دلوں میں پھر بھی کچھ خوفِ خدا ہو گا جو آپکے دلوں میں کہیں نظر نہ آیا۔ آج ہمیں خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضورؑ کی پیروی کی توفیق بخشی ہے۔ وہ اس طرح کہ ایک صدی قبل حضورؑ کے اِن مخالفوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا باطل عقائد کی بنا پر اخراج از اسلام کیا تھا۔ اسی طرح آج آپؑ کے ماننے والوں نے بھی باطل عقائد کا جھوٹا فتویٰ لگا کر ہمارا اخراج از نظام جماعت کیا ہے۔ آپ اس پر بھی غور کرنا کہ ظالم کون اور مظلوم کون ہے اور حق اور سچ پر کون اور باطل عقائد پر کون ہے؟

یاد رکھیں انسان کے اندر شعور کی بیداری ہی اسکے اشرف المخلوقات ہونے کی زندہ اور پختہ دلیل ہے۔ ہمارے سامنے ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) انبیا کی زندہ اور جاوداں مثالیں موجود ہیں۔ ان انبیا میں اور عام انسانوں میں کیا فرق تھا؟ صرف یہی کہ اللہ رب عزوجل نے ان انبیا کو زندہ اور بیدار شعور کی نعمت سے نوازا تھا۔ اسی بنا پر وہ اپنے سچے اور حقیقی خدا کو پہچان کر اشرف المخلوقات ہونے کے سب سے بلند ترین مقام پر جا بیٹھے اور انکے ماننے والے بھی اپنی زندگی کے مقصد کو پا گئے۔ اگر تاریخ انسانی پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ بنی نوع انسان پر جتنا ظلم اسکے شعور پر پہرے بٹھا کر یا پابندیاں لگا کر کیا گیا ہے اتنا کسی اور طریقے سے نہیں۔ آج یہی سلوک احباب جماعت کیساتھ ہو رہا ہے۔ ان کے شعور پر پہرے بٹھا کر اور اطاعت کے باڑا میں دھکیل کر ان کیساتھ بھیڑ بکریوں ایسا سلوک ہو رہا ہے۔ ان بھیڑوں کو دوہیا بھی جا رہا ہے اور ساتھ ہی لاتیں مار کر گالی بھی دی جاتی ہے کہ تمہاری ہمیں یا خدا کو ضرورت نہیں۔ اگر تم قربانیاں نہیں دو گے تو خدا تمہارے ایک کے بدلے دس اور بھیڑیں عطا کرے گا۔ ان بیچاری بھیڑوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کو کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے۔ بیچاری بھیڑیں جو ٹھہریں۔ پھر جس بھیڑ کو ذرا سا ہوش آنے لگتا ہے تو اس پر باطل عقائد کا ٹھپہ لگا کر باڑے سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایسی بھیڑوں کو کسی مصلح کی ضرورت ہے یا کہ نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے گھرانے کی بھیڑوں کو تو مصلح کی ضرورت پڑی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے اس بیچارے کو صلیب پر لٹکوا دیا اور خود نامراد بھیڑیں ہی رہیں۔ ہمیں سمجھانے کیلئے آپ نے جو گفتگو ہمارے ساتھ کی تھی اس کا مفصل جواب حاضر ہے۔ آپکے سبز اشتہار، صلب

کی حقیقت، سراج منیر اور حقیقت الوحی کے حوالوں کی حقیقت، سورۃ الحاقہ کی آیات معیار نبوت ہیں یا کہ معیار الہام وغیرہ کے شافی اور ایمان افروز جوابات اس مضمون میں آچکے ہیں۔ آنیوالے مصلح موعود کے ظہور کا وعدہ حضرت مہدی و مسیح موعود کی صلب سے نہیں بلکہ حضورؑ کی ذریت یعنی جماعت سے ہے۔ خوش قسمتی سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کا یہ وعدہ عبدالغفار جنبہ کے وجود میں پورا ہوگیا ہے۔ اب آپ چیختے اور چلاتے کیوں پھر رہے ہو۔ آخر آپ نے اور جماعت نے ایک دن اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہے۔ رضائے باری تعالیٰ کے آگے سر تسلیم خم کرلو اور بعد کی شرمندگی سے بچو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے فضلوں کی تقسیم کا معاملہ اپنے ناپاک ہاتھوں میں لینے کی کوشش مت کرو۔ اور افرادِ جماعت کو جماعت سے خارج کروانے کا شیطانی کھیل بھی بند کرو۔ جامعہ سے ایک کاغذ کا ٹکڑہ ملنے سے کوئی مربی، عالم یا قاضی نہیں بن جاتا بلکہ تقویٰ ہی انسان کو عالم بناتا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ تقویٰ کیساتھ از سرِ نو قران پاک اور حضرت مہدی و مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ کرو اور اس عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ یہ جوابی مضمون پہلے ہی تقریباً ہر گھر میں پہنچ چکا ہے۔ لیکن یہ خیال کرتے ہوئے کہ ہوسکتا ہے انٹرنیٹ پر یہ جوابی مضمون پڑھنا آپ کیلئے محال ہو لہذا آپ کو یہ مضمون ارسال کر رہا ہوں۔ امید ہے آپ تقویٰ اور انصاف کیساتھ اس مضمون کو پڑھیں گے بھی اور اگر ہوسکا تو اس مضمون کا جواب بھی دیں گے۔ شکریہ۔ میں نے یہ چند باتیں اس خیال سے لکھی ہیں!

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

والسلام

محمد اشرف جنبہ

مورخہ یکم مئی ۲۰۰۷ء